سوال

(276) شرعی جواز کے بغیر کسی جج کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بابت اس مسئلہ کے کہ محمد اسلم ولد ولایت خان کا نکاح شریعت محمدی کے مطابق مسمات نسرین دختر مجرد خان کے ساتھ مورخہ ۱۹۹۱-۶-۱۵ ہوا تھا ۔ مسمات نسرین بی بی نے میرے اوپر جھوٹا الزام لگا کر سول جج چونیاں ضلع قصور میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیا، جس کا قطعی علم نہ تھا ۔ اور اس نے میرے والد کا نام بجائے ولایت خان کے حشمل خان لکھا کر عدالت میں یک طرفہ فیصلہ مورخہ ۹۶-۱۰-۲۸ کو کروالیا ۔ جس کا قطعی طور پر مجھے علم نہ تھا اور نہ ہی میں عدالت میں حاضر ہوا آیا یہ فسخ نکاح ازروئے شریعت جائز ہے یا نہیں ۔ علاوہ ازیں مسمات نسرین بی بی نے مورخہ ۱۹۹۷-۲-۲۵ کو مسمی محمد اسحاق ولد ایدھے خاں سے نکاح ثانی کر لیا اب وہ اس کے گھر آباد ہے ۔ کیا شریعت محمدی کے مطابق یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ۔ اور اگر یہ نکاح درست نہیں تو مسمات نسرین و اسحاق پر کونسا جرم عائد ہوتا ہے اس کی کیا سزا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل فتویٰ فرمائیے ۔ مطلقہ کتنے دن بعد نکاح کر سکتی ہے ؟ (سائل محمد اسلم ولد ولایت خاں موضع کاہنہ نو تحصیل کینٹ ضلع لاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ طلاق دینے کا حق صرف شوہر ہی کو حاصل ہے ۔ کوئی بھی دوسرا شخص طلاق دینے کا حق نہیں رکھتا، جیسا کہ قرآن مجید میں یہ امر مصرح ہے ۔ فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ...٤٩ ... الأحزاب

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ٢٣١ ... البقرة

ان دونوں آیات مقدسہ میں نکاح وطلاق کی اسناد شوہر ہی کی طرف کی گئی، لہٰذا ثابت ہوا طلاق کا اختیار صرف شوہر کو حاصل ہے ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ سَيِّدِي زَوَّجَنِي أَمَتَهُ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، قَالَ : فَصَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ : «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ أَمَتَهُ، ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ» (۱ : سنن ابن ماجۃ: باب طلاق العبد ج ۲ ص ۵۲ ورواء الخلیل : ج ۷، ص ۱۰۸)

"ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے آقا نے میرا نکاح اپنی ایک لونڈی سے کر دیا تھا، اب وہ ہمارے درمیان تفریق کا ارادہ رکھتا ہے تو

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا : لوگو! فلاں آدمی بھی کیا عجیب تخص ہے کہ اپنے لونڈی کا غلام سے نکاح کرنے کے بعد اب اس جوڑے میں تفریق ، یعنی طلاق کا ارادہ باندھ بیٹھا ہے ۔ یادرکھووہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتا ، کیونکہ طلاق دینے کا اختیار صرف شوہر کا ہے ۔

ان آیات کریمہ اور حدیث شریف کی بنیاد پر جمہور علمائے سلف وخلف اس طرف گئے ہیں کہ طلاق بدون گواہوں کی شہادت کے شرعاً واقع ہو جاتی ہے کیونکہ طلاق صرف شوہر کا حق ہے کسی اور کا نہیں ۔ چنانچہ السید محمد سابق مصری تصریح فرماتے ہیں :

(ذهب جمهور الفقهاء من السلف والخلف إلى أن الطلاق يقع بدون إشهاد ، لان الطلاق من حقوق الرجل) (۲ : فقه السنة : ج ۲ ص ۲۲۰)

اس بحث سے ثابت ہوا کہ عام حالات میں طلاق دینے یا نہ دینے کا حق صرف شوہر کو حاصل ہے کسی دوسرے کو کسے باشد ؟ کوئی حق حاصل نہیں ۔

عورت کے حقوق کا تحفظ

شوہر کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے بیوی کے حقوق کی پاسبانی کے پیش نظر شرعاً قاضی کو حسب ذیل پانچ صورتوں میں بیوی کے مراقعہ پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرنے کا اختیار ہے بشر طیکہ قاضی (جج) شریعت کے قانون انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہو اور اپنے منصب رفیع اور اپنی شرعی ذمہ داریوں کا مکمل ادراک بھی رکھتا ہو ۔ وہ پانچ صورتیں یہ ہیں ۔

۱ : التطليق لعدم النفقة :

فامسک بمعروف اوتسریح باحسان " کی روشنی میں امام مالک ، امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہیں کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی کے نان ونفقہ کی ادائیگی میں عمداً کوتاہی کر رہا ہو یا بوجہ غربت وافلاس کے نفقہ ادا کرنے سے عاجز ہو اور اس کی بیوی ان حالات میں اس کے ساتھ نبھا کے لئے تیار نہ ہو ۔

نوٹ : امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر غربت وافلاس کی وجہ سے خاوند نان ونفقہ سے قاصر ہو تو پھر قاضی کو تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرنے کا حق نہیں ۔

۲ : التطليق للضرر :

امام مالک فرماتے ہیں کہ جب خاوند اپنی بیوی پر ظلم و تعدی کا مرتکب ہو اور اس کو ایسی تکلیف پہنچا رہا ہو جو عورت کی برداشت سے باہر ہو یا اس کو کسی غیر اخلاقی قول وفعل ، یعنی گانا بجانا اور گناہ کے دھندہ پر مجبور کر رہا ہو اور عورت اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قابل اطمینان شہادت پیش کردے یا شوہر اقبال جرم کرلے ۔ اور بیوی ان حالات میں رشتہ ازدواج بحال رکھنے پر تیار نہ ہو ۔

۳ : التطليق الضيبة الزوج

امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے مذہب کے مطابق خاوند اگر گھر سے غائب رہتا ہے (۲) خاوند کی اس غیوبت سے عورت کو تکلیف پہنچتی ہے (۳) خاوند بیوی کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں رہتا ہے ۔ (۴) بیوی کے شہر میں رہتا ہے ، مگر بیوی کے پاس آنا جانا موقوف کر رکھا ہے اور (۵) اس قطع تعلقی پر ایک عرصہ گزر چکا ہے اور بیوی اپنے شوہر کے اس رویہ کی تاب نہیں رکھتی ۔

۴ : التطليق لحبس الزوج :

اگر خاوند کسی جرم کے ارتکاب پر تین سال کے لئے جیل چلا گیا ہے اور یہ فیصلہ عدالت مجاز کا آخری فیصلہ اور خاوند کو قید ہوئے ایک برس ہو گیا ہے اور اس کی بیوی تنہائی کی زندگی میں

تکلیف محسوس کرتی ہے توامام مالک اورامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک وہ عورت تسیخ نکاح کی ڈگری کے لئے عدالت مجاز میں مرافعہ کر سکتی ہے۔ اور قاضی پوری دیانت داری اور غیر جانب داری کے ساتھ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اورمدعیہ کے شوہر کو سچ مچ باخبر رکھتے ہوئے اور منصب کی جملہ ذمہ داریوں کے ادراک کے ساتھ اور قانون شہادت اور نصاب شہادت کی پابندی میں اور کسی قسم کی ترغیب و تحریص، رشوت اور انتقامی جذبہ کو ٹھوکتے ہوئے تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کر سکتا ہے۔ ان پانچ صورتوں کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے جج کو شریعت اسلامیہ اوراس کا پیش کردہ الٰہی قانون وانصاف اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ وہ لوگوں کی بیویوں کو جھوٹے سچے اوپکے کچے گواہوں کی بنیاد پر تنسیخ نکاح کی ڈگریاں جاری کرتا ہے۔ یا رشوت لے کر خاوندکی اطلاع بغیر تنسیخ نکاح کی ڈگریاں فروخت کرتا پھرے ایسا کرنے والاجج اگر مسلمان ہے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کو پھلانگنے والا ہے ،اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا باغی ہے مزید برآں بدکاری اور زناکاری کو فروغ دینے والا ہے اور اس قماش کے جج کی سزا سب کو معلوم ہے، مفتی کی وضاحت کی محتاج نہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر اس فاضل جج نے اسلامی قانون عدل وانصاف کی پوری پابندی کے ساتھ اور محمد اسلم ولد ولایت خان کو سچ مچ باخبر کر کے اور قانون شہادت اور نصاب شہادت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے تنسیخ نکاح کی یہ ڈگری جاری کی ہے تو بلا شبہ عنداللہ ماجور بھی ہے بصورت دیگر عند اللہ علی رؤس الخلائق جواب دہی کے لئے تیار رہے۔ اور رہا اس کا یہ یک طرفہ اور خاوندکی بے خبری میں کیا ہوا فیصلہ یا تنسیخ نکاح کی یک طرفہ ڈگری تو سائل اپنے اس سوال میں دروغ گوئی اور کذب بیانی کا مرتکب نہیں تو یہ ڈگری عنداللہ و عندالرسول ﷺ ہر گز نافذ نہ ہے لہٰذا نکاح سابق بحال اور قائم ہے کیونکہ خلاف شرع فیصلہ ازروئے قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ مردود ہے، جیساکہ صحیح بخاری میں ہے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

(«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ، فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا» باب مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلاَ يَأْخُذْهُ، فَإِنَّ قَضَاءَ الحَاكِمِ لاَ يُحِلُّ حَرَامًا وَلاَ يُحَرِّمُ حَلاَلًا) (ج 2 ص ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵)

کہ میں بھی بہرحال بشر ہوں، میرے پاس مقدمہ آتا ہے مدعی اور مدعی علیہ میں سے ایک فریق چرب لسان اور تیز طرار ہوتا ہے، میں اس کی چرب لسانی کی وجہ سے اس کو سچا قرار دیتے ہوئے اس کے حق میں فیصلہ سنا دیتا ہوں، پس جس کی مرضی ہو تو اس کو لے لے اور چاہے تو اس کو چھوڑ دے، یعنی میرے اس فیصلہ سے حرام چیز حلال اور حلال چیز حرام نہیں ہو تی۔

لہٰذا اگر یہ فیصلہ واقعی سائل کی بے خبری اور اس کا موقف سنے بغیر یک طرفہ ہے تو پھر یہ دوسرا نکاح شرعاً نکاح نہیں بلکہ سفاح اور زنا ہے کیونکہ اس صورت میں سائل کا نکاح ازروئے شرع بحال اور قائم ہے اور نکاح پر نکاح قرآن کی نص جلی کے مطابق حرام ہے، چنانچہ پانچویں پارہ کی پہلی آیت میں فرمایا:

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ...٢٤... النساء

"اور (حرام کی گئیں) شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیے ہیں"

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

(أَيْ: وَحُرِمَ عَلَيْكُمُ الْأَجْنَبِيَّاتُ الْمُحْصَنَاتُ وهي الْمُزَوَّجَاتُ {إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ} (تفسیر ابن کثیر: ج ۱ ص ۵۱۶)

یعنی خاوندوں والی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں۔

اس آیت کریمہ کی وجہ سے چونکہ نکاح پر نکاح حرام ٹھہرا یعنی منعقد ہی نہیں ہوا لہٰذا بالفرض والتسلیم اگر یہ فیصلہ واقعی سائل کی بے خبری میں سنایا گیا ہے یعنی سچ مچ اس کو اطلاع دے کر عدالت میں حاضر ہو کر اپنا موقف پیش کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تو اس ڈگری کی بنیاد پر دوسرا نکاح محض زنا کاری ہے اور زنا کی سزا اگر زانی اور زانیہ کنوارے ہوں تو ہر ایک کو سو،

کوڑے ہیں اوراگروہ شادی شدہ ہوں تودونوں کورجم کیاجاتاہے اگرایک فریق کنوارہ اوردوسرا شادی شدہ ہے توکنوارے کوسوکوڑے اورشادی شدہ کورجم کیاجائے گاجیساکہ بخاری ج ۲ کتاب الحدود میں ہے ۔ اورجج بھی گناہ میں معاونہ ہونے کی وجہ سے مجرم ہوگااورفاضل جج نے سائل کی طلبی کے نوٹس جاری کئے سمن بھیجے مگرمدعیہ نے عدالت کے اہل کاران کے ساتھ ملی بھگت کرکے سائل کوبے خبر اورجج کواندھیرے میں رکھا ہے تواس صورت میں جج عنداللہ بری اوربے گناہ ہے یہ جواب بشرط صحت سوال تحریرکیاگیاہے ، جو محض ایک شرعی سوال کاشرعی جواب محض ہے کسی فریق پرفردجرم عائدکرنااورتوہین عدالت ہرگز مقصود نہیں ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص699

محدث فتویٰ